

## مصری فوج کے مظالم اخوان کی جمہوری جدوجہد

عبدالغفار عزیز

ذرا مصری فوج کے سربراہ جنرل سیسی کا بیان ملاحظہ فرمائیے۔ انھوں نے یہ بیان گذشتہ مصری انتخابات میں ووٹ ڈالنے والے عوام کی لمبی لمبی لائنوں پر تبصرہ کرتے ہوئے دیا تھا۔ ارشاد فرماتے ہیں: ”مصری عوام کو ووٹ ڈالنے کے لیے ۱۵، ۱۵ گھنٹے بھی لائنوں میں لگنا پڑے تو یہ سیاست میں فوج کی مداخلت سے زیادہ بہتر ہے کہ جس سے مصر ایک بار پھر ۳۰ سے ۴۰ سال پیچھے چلا جائے“۔ الجیش المصری أسد بجد و الأسد ما بیاأكلش أولاده، ”مصری فوج حقیقی شیر ہے اور شیر کبھی اپنے بچے نہیں کھاتا“۔ جمہوری نظام کی تعریف کرتے ہوئے مزید فرمایا: ”مصری عوام کے سر پہ آج تک کسی نے شفقت کا ہاتھ ہی نہیں رکھا تھا۔ ہم کبھی بدعہدی یا خیانت نہیں کریں گے“۔ سچ فرمایا آقاے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ”منافع کی تین نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے“۔

جنرل سیسی کے یہ ارشادات، اخوان المسلمون کے اس بیان میں بھی نقل کیے گئے ہیں جو ۱۴/ اگست ۲۰۱۳ء کو قاہرہ کے النہضۃ اور رابعہ بصری میدان میں لاکھوں عوام کے پُرامن دھرنوں کے خلاف سفاکانہ فوجی کارروائی کے بعد جاری ہوا ہے۔ یہ دھرنے دورِ حاضر کا ایک نیا ریکارڈ تھے۔ بلامبالغہ لاکھوں مردوزن مسلسل ۴۸ روز تک سخت گرمی اور جس کے عالم میں، دن رات سڑکوں پر بیٹھے رہے۔ پورا ماہ رمضان یہیں بیٹھ کر اللہ سے مناجات کیں۔ عید بھی یہیں گزاری۔ اسی دوران جنرل سیسی کے شیر جوانوں نے فائرنگ کر کے سیکڑوں افراد شہید کر دیے، جن میں کئی خواتین بھی شامل تھیں۔

کارٹوسوں اور گولیوں سے دو ہزار سے زائد افراد زخمی ہو گئے، لیکن عوام نے دھرنا ختم نہیں کیا۔ اگر اس موقع پر فوجی ڈکٹیٹر کا تسلط قبول کر کے گھر بیٹھ جاتے تو ملک ایک بار پھر ۶۰، ۷۰ سال کے لیے فرعون بنیوں میں چلا جاتا۔ مصری عوام نے عزمیت کا راستہ اختیار کیا اور صرف قاہرہ کے النہضۃ اور رابعہ بصری میدان ہی میں نہیں، پورے ملک میں کروڑوں کی تعداد میں سڑکوں پر نکل آئے۔ دھرنا طویل، موسم دشوار تر اور جلا د حکمرانوں کی سفاکیت بڑھی تو کچھ افراد دھرنا چھوڑ کر گھروں کو بھی لوٹ گئے۔ اگلے ہی روز سیکورٹی فورسز نے انھیں گرفتار کرتے ہوئے اور ان پر قتل اور جلاؤ گھیراؤ کے مقدمات قائم کرتے ہوئے جیلوں اور عتبات خانوں میں ٹھونس دیا۔ مقدمات اور گرفتاریوں کا سلسلہ ۳ جولائی کو منتخب صدر کا تختہ الٹنے کے فوراً بعد سے جاری ہے۔ صدر محمد مرسی، حریت و عدالت پارٹی کے سربراہ اور منتخب سپیکر ڈاکٹر سعد الکتانی، نائب مرشد عام انجینئر خیرت الشاطر اور دوسرے نائب مرشد عام ڈاکٹر رشاد البیومی سمیت بہت سے اسیرائی روز سے گرفتار ہیں۔

دھرنے کے دوران بیرونی سفارت کاری کا ڈراما بھی رچایا گیا۔ امریکی وزیر خارجہ، یورپی یونین کی وزیر خارجہ اور بعض خلیجی ریاستوں کے ذمہ دار قاہرہ پہنچے۔ جان کیری قاہرہ جانے سے پہلے اسلام آباد میں ایک ٹی وی انٹرویو کے دوران یہ بیان دے گئے تھے کہ مصری فوج نے ملک میں جمہوریت بحال کر دی ہے۔ اسی بیان سے اندازہ لگائیے کہ انھوں نے وہاں کیا سفارت کاری اور کیا مذاکرات کیے ہوں گے۔ واضح طور پر جانب دار مصالحت کاروں کا تمام تر زور اس بات پر تھا کہ مظاہرین دھرنا ختم کر دیں اور فوجی انقلاب تسلیم کر لیں۔ رہے عوام کے یہ مطالبات کہ ۶۵ سالہ فوجی اقتدار کے بعد منتخب ہونے والا صدر بحال ہو، ۶۴ فی صد عوام کی تائید سے بنایا جانے والا دستور بحال کیا جائے، انقلاب کے وقت تحلیل کی جانے والی منتخب سینیٹ بحال کی جائے۔ تو یہ تینوں مطالبات شاید اتنے نامعقول تھے کہ فوجی جنرل اور مصالحت کاران پر کوئی بات ہی کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ بالآخر بیرونی سفارت کار واپس چلے گئے اور فوجی حکومت نے اعلان کر دیا کہ 'اخوان' کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے مذاکرات ناکام ہو گئے اور حکومت نے قوت استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ گویا یہ دھمکی دینے سے پہلے تو فوجی حکومت عوام پر پھول برس رہی تھی اور اب قوت استعمال کی جائے گی۔

● درندگی و سفاکیت کی انتہا: ۳ جولائی ۲۰۱۳ء کو تختہ الٹنے کے ۳ روز بعد ۶ جولائی کو

جیسے ہی امام نے نماز فجر کی دوسری رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ کہا، مظاہرین پر فائر کھولتے ہوئے ۱۲۰ نمازی شہید کر دیے گئے۔ ایک ہزار سے زائد افراد زخمی ہوئے اور بڑی تعداد میں گرفتار۔ ۲۴ جولائی کو اسی طرح کی سفاکیت کا مظاہرہ دوبارہ کیا گیا۔ ایک بار پھر عین نماز فجر کے دوران فائرنگ کی گئی، ۲۵۰ سے زائد نمازیوں نے جام شہادت نوش کیا اور ہزاروں زخمی ہوئے۔ دو ہفتے کے دوران میں یہی ۴۰۰ کے قریب نہیں، وسط جون سے مختلف شہروں میں انخوان اور حریت و عدالت پارٹی کے دفاتر پر حملوں کے دوران بھی درجنوں افراد شہید کیے جا چکے تھے۔ پھر ۱۴ اگست کو خوں ریزی کی بدترین تاریخ رقم کی گئی۔ لاکھوں کی تعداد میں جمع پُرامن مظاہرین پر جن کی اکثریت شوال کے روزے سے تھی اور رات بھر تلاوت و تہجد میں گزار کر ذرا سستا رہی تھی، صبح ۶:۳۰ بجے چاروں اطراف سے بلڈوزروں، بکتر بند گاڑیوں، ٹینکوں اور جنگی ہیلی کاپٹروں کے ذریعے موت مسلط کر دی گئی۔ گرد و نوح کی اونچی اونچی عمارتوں پر تعینات نشانہ بازوں نے ڈور بین لگی گنوں (sniper guns) کے ذریعے گولیوں کی بارش کر دی۔ تاک تاک کر لوگوں کے سینوں اور سروں کو نشانہ بنایا گیا، یعنی مظاہرین کو منتشر کرنا مقصود نہیں تھا، ہلاک کرنا ہی اصل ہدف تھا۔ حملہ ہونے پر خواتین اور معصوم بچوں کو میدان کے کنارے تتی چادروں اور چھولدار یوں میں بھیج دیا گیا تو ہیلی کاپٹروں سے ان پر ایسا آتش گیر مادہ پھینکا گیا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے ان کے خیموں کو آگ کی لپیٹ میں لے لیا۔ بڑی تعداد میں بچے اور خواتین جل کر راکھ ہو گئے۔ میدان کے کونے میں اور رابعہ بصری مسجد میں قائم دو عارضی ہسپتالوں کا گھیراؤ کر کے انھیں جمع شدہ لاشوں اور زخموں سے چور زندہ انسانوں سمیت جلا کر راکھ کر دیا۔ مسجد بھی اندر سے جل کر کوئلہ بن گئی اور سب اندرونی و بیرونی دیواریں جل کر سیاہ ہو گئیں۔

اس روز صرف رابعہ میدان کے ۲۶۰۰ شہدا کی فہرستیں بنیں، زخموں کی تعداد ۱۰ ہزار سے متجاوز تھی، گرفتار شدگان بھی ہزاروں میں ہیں۔ اس قیامت صغریٰ کے خلاف دو ہی روز بعد ۱۶ اگست کو پورے ملک میں پھر مظاہرے ہوئے۔ شہر کی ۲۸ مساجد سے عوامی جلوس آ کر قاہرہ کے میدانِ رمسیس میں جمع ہوئے۔ سیسی حکومت کی طرف سے ایک بار پھر اسی فرعونیت کا مظاہرہ کیا گیا۔ مزید شہادتیں ہوئیں سیکڑوں مرد و خواتین نے زخمی حالت میں لاشیں اٹھا کر قرہبی تاریخی مسجد الفتح میں پناہ لی، تو انھیں ہر جانب سے محصور کر دیا گیا۔ ۲۰ گھنٹے کے محاصرے کے بعد لال مسجد اسلام آباد

جیسی کارروائی کرتے ہوئے مزید بے گناہوں کا خون سر لے لیا گیا۔ ۲۰ گھنٹے سے جن کے حلق سے پانی کا قطرہ تک نہیں اُترا تھا، انھیں وحشیانہ تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے خواتین سمیت بڑی تعداد میں گرفتار کر لیا گیا۔ پھر اگلی ہی صبح گرفتار شدگان سے بھری ایک پولیس بس پر گولیاں اور جلا دینے والی گیس پھینک کر ۳۸ قیدیوں کو شہید کر دیا گیا۔ کس قیامت در قیامت کا ذکر کیا جائے۔ مصر کی حالیہ تاریخ میں ایسی درندگی اور سفاکیت کی مثال نہیں ملتی۔

● انوکھے دہشت گھر: اس ساری سفاکیت اور قتل عام سے بھی بڑا ظلم یہ ہے کہ مصر اور دیگر کئی ممالک کے ذرائع ابلاغ کے ذریعے قاتلوں کو ہیرو اور بے گناہ شہدا کو دہشت گرد قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ کیسے دہشت گرد تھے کہ جو ۲۸ روز تک مسلسل ملک بھر کے میدانوں میں بیٹھے تلاوت قرآن کرتے، تراویح اور تہجد پڑھتے رہے اور عین دوران وجود قتل ہوتے رہے۔ لاکھوں کی تعداد میں تھے، چاہتے تو اسلحہ اٹھا کر پورے ملک میں مخالفین کے خون کی نہریں بہا دیتے، لیکن ان کے ہاتھوں کسی کی نکسیر بھی نہیں پھوٹی۔ دہشت گری کا الزام لگانے والوں کو ان لاکھوں دہشت گردوں سے ایک بھی ہتھیار برآمد نہیں ہوا۔ وزیر داخلہ نے اپنی پریس کانفرنس میں بہت بڑی دلیل یہ دی کہ ہیومن رائٹس واچ کی ٹیم نے رابعہ بصری میدان میں 'بھاری اسلحہ' ہونے کی گواہی دی ہے۔ اگلے ہی لمحے ان کی طرف سے پُر زور تردید آگئی کہ ہم نے اشارتاً بھی ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ البتہ یہ توفیق اتنے بڑے عالمی ادارے کو بھی نہیں ہوئی کہ اتنا سنگین الزام لگانے والے وزیر داخلہ کو کسی عالمی عدالت کے کٹہرے میں لاکھڑا کرتی۔

ان انوکھے دہشت گردوں سے البتہ ایک خطرناک اسلحہ بڑی تعداد میں ضرور برآمد ہوا۔ ان میں سے ہر ایک نے سینے سے قرآن لگا رکھا تھا۔ کتنے ہی ایسے شہدا کی میتیں ملیں کہ جان دے دی، لیکن قرآن سینوں سے الگ نہیں ہوا۔ انوکھے دہشت گرد تھے کہ جن کے نوجوان بیٹے ہنستے مسکراتے اپنے بازوؤں پر اپنے نام اور وارثوں کے فون نمبر لکھ رہے تھے، تا کہ شہادت کے بعد میت تلاش کرنے میں دشواری نہ ہو۔ کتنے ہی ایسے تھے کہ پورا رمضان میدان میں گزارا، ضروری سامان پر مشتمل ساتھ اٹھائے اپنے تھیلے میں اپنا کفن بھی اٹھا رکھا تھا۔ اس پر اپنا مکمل نام پتا بھی لکھ رکھا تھا۔ یہی ان دہشت گردوں کی عید کی تیاری تھی۔ کتنی ہی مائیں ایسی ہیں کہ جیسے ہی اطلاع ملی بیٹا شہادت

کی مراد پا گیا، فوراً سجدے میں گر گئیں کہ پروردگار! اپنی سب سے قیمتی متاع پیش کر دی، قبول فرمائے۔ عجیب دہشت گرد تھے کہ تحریک کے ساتھ وابستگی کے پہلے روز سے دہرانا شروع کر دیتے تھے کہ: ”اللہ ہمارا مقصود رسول ہمارے رہنما، قرآن ہمارا دستور، جہاد ہمارا راستہ، و الشهادة فی سبیل اللہ أسمى أمانینا، اور اللہ کی راہ میں شہادت ہماری سب سے بلند پایہ آرزو ہے۔ رابعہ بصری اور مصر کے دیگر میدانوں میں ان دہشت گردوں نے ثابت کر دکھایا کہ وہ خالی خالی نعرے نہیں لگاتے، مخلصانہ عمل پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کا اور ان پر الزام لگانے والوں کا معاملہ اللہ کے سپرد کرتے ہوئے، آئیے بعض دیگر حقائق کا جائزہ لیتے ہیں۔

● صدر مرسى کا اصل قصور: اس ساری قتل و غارت اور تباہی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ حسنی مبارک کا بت گرجانے کے باوجود بھی گذشتہ ۶۴ سال (۱۹۵۲ء) سے مصر پر مسلط فوجی ڈکٹیٹر شپ ہی ملک کی اصل حکمران رہی۔ اس نے وعدہ تو کیا کہ وہ انتخابات کے بعد زمام اقتدار منتخب پارلیمنٹ اور حکومت کو سونپ دے گی لیکن عملاً ایک دن کے لیے بھی اقتدار نہیں چھوڑا۔ مجبوراً جو انتخابات اور ریفرنڈم کروانا بھی پڑے، تو اس کی راہ میں قدم قدم پر رکاوٹیں کھڑی کیں۔ ریفرنڈم کے ذریعے عبوری دستور منظور ہوا جس کے تحت پہلے قومی اسمبلی پھر سینٹ اور پھر صدارتی انتخابات ہونا تھے۔ منتخب پارلیمنٹ کو دستور وضع کرنا تھا اور ریفرنڈم کے ذریعے منظوری کے بعد سب کو اپنے اپنے دائرہ کار میں زمام ریاست سنبھال لینا تھی۔ لیکن مارچ ۲۰۱۱ء میں عبوری دستور پر ریفرنڈم ہوتے ہی تحریک شروع کروادی گئی کہ انتخابات نہیں، پہلے دستور، یعنی گھوڑے کو تانگے کے پیچھے باندھا جائے۔ اس تحریک کے پیچھے اصل خوف یہ تھا کہ انتخابات پہلے ہوئے تو اخوان جیت جائیں گے اور پھر وہی دستور بنائیں گے۔ اخوان نے مسلسل میدان میں رہ کر فوج کو انتخابات پر مجبور کیا۔ کئی ماہ کے طویل انتخابی عمل اور بیش بہا وسائل صرف ہونے کے بعد اسمبلی اور سینٹ کے انتخابات مکمل ہوئے، صدارتی انتخابات ہونے لگے تو اس سے ۱۲ گھنٹے قبل نو منتخب اسمبلی توڑ دی گئی۔ اخوان نے احتجاج کرنے یا مایوس ہونے کے بجائے مکمل یکسوئی سے صدارتی انتخاب میں حصہ لیا اور مخالفین کو کئی ممالک سے ملنے والی بھاری مالی اور اہل انسانی امداد کے باوجود اللہ کی توفیق سے کامیاب ہوئے۔

۳۰ جون ۲۰۱۲ء کو صدارتی حلف اٹھا لینے کے بعد مشکلات و مصائب کا ایک نیا دور شروع

ہو گیا۔ پہلا جھنڈکا تو حلف کے وقت ہی دیا گیا۔ منتخب صدر کو مجبور کیا گیا کہ وہ دستور کے مطابق پارلیمنٹ کے سامنے حلف اٹھانے کے بجائے، اسی دستوری عدالت کے سامنے جا کر حلف اٹھائے جس نے چند ہفتے قبل قومی اسمبلی توڑی تھی۔ ماہرین قانون پیچھتے رہے کہ قومی اسمبلی ناجائز طور پر تحلیل کر دی گئی، لیکن سینیٹ تو موجود ہے، اس کے سامنے حلف ہو جائے۔ لیکن منتخب صدر کو اس کی حیثیت باور کروانا تھی۔ حلف اٹھانے کے لیے قاتل ججوں کے سامنے ہی لاکھڑا کیا گیا (صرف عدالت کے سربراہ نہیں تمام ۱۵ ججوں کے سامنے)۔ پھر آئے روز نئے سے نیا بحران سنگین ہوتا چلا گیا۔ مصر جہاں لوڈ شیڈنگ کا نام و نشان نہیں تھا، اچانک دار الحکومت سمیت پورے ملک میں کئی کئی گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ شروع ہو گئی۔ منتخب حکومت نوٹس لیتی تو جواباً وہی حساب کتاب سنایا جاتا کہ ملک میں ۲۲ ہزار ۳ سو میگا واٹ بجلی بن رہی ہے، جب کہ کھپت ۲۴ ہزار ایک سو میگا واٹ ہے اور اس طرح ۱۸۰۰ میگا واٹ کی کمی ہے لوڈ شیڈنگ ختم نہیں ہو سکتی۔ لیکن پھر وہی انتظامیہ اور اسٹیبلشمنٹ تھی کہ جیسے ہی منتخب حکومت کا تختہ الٹا، تیسرے روز نہ صرف لوڈ شیڈنگ مکمل طور پر ختم ہو گئی بلکہ کہا جانے لگا ہمارے پاس ۲۱۰ میگا واٹ بجلی فالتو ہو گئی ہے۔ یہی عالم پٹرول اور گیس کا تھا۔ منتخب حکومت آنے کے چند ہفتے بعد ہی پٹرول پمپوں پر طویل طویل قطاریں لگنے لگیں اور پٹرول نہ ملتا۔ حکومت آئے روز چوری شدہ پٹرول پکڑتی۔ لاکھوں گیلن پٹرول برآمد کر کے بازار میں لاتی اور چند ہی روز بعد غائب ہو جاتا۔ اب خبریں چل رہی ہیں کہ پٹرول پمپ والے گا بکوں کا انتظار کرتے ہیں۔ امن وامان ناپید ہوتا چلا گیا۔ وزیر داخلہ خود ہی جرائم کے لیے تاویلیں ڈھونڈ کر لاتا، وہی پولیس اور خفیہ ادارے جو آج ملک بھر کے کونے کونے سے حکومت مخالفین کو گرفتار کر کے لارہے ہیں اس وقت کہیں ڈھونڈے سے بھی دکھائی نہ دیتے۔ ایک فٹ بال میچ کے دوران تماشاچیوں کے مابین جھگڑا ہو گیا اور پھر حیرت انگیز طور پر دونوں طرف سے ۸۴ افراد جاں بحق ہو گئے، پھر اسی بنیاد پر پورے ملک میں ہنگامے شروع ہو گئے۔ بعد ازاں انھی عدالتوں نے جن کے سامنے حسنی مبارک اور اس کے گماشتوں کے خلاف سیکڑوں مقدمات سماعت کے منتظر ہیں، چند ماہ میں میچ کے جھگڑے کا فیصلہ سناتے ہوئے ایک فریق کو پھانسی کی سزائیں سنا دیں۔ کمرہء عدالت سے براہ راست نشر ہونے والے فیصلے سے پہلے ہی تیاری مکمل تھی۔ جیسے ہی فیصلہ آیا، اس کے خلاف پہلے ایک شہر اور پھر

پورے ملک میں خونی مظاہرے شروع کروادیے گئے۔ ملک کے رگ و ریشے پر گذشتہ ۶۴ سال سے قابض مقتدر قوتیں خود ہی یہ سب بحران پیدا کرتیں اور پھر اپنے درجنوں ٹی وی چینلوں سے پروپیگنڈا کرتیں کہ حکومت نا اہل ہے، ملک نہیں چلا سکتی۔

ان خود ساختہ بحرانوں کی فہرست بہت طویل ہے۔ حکومت کو سازشی عناصر کا علم بھی تھا اور اسے اس بات کا بھی بخوبی اندازہ تھا کہ ۶۴ سالہ اقتدار ہاتھ سے جاتا دیکھ کر یہ عناصر بھی کچھ کریں گے۔ صدر محمد مرسی نے عوام کی مدد سے خرابیوں کا مداوا کرنے کی کوششوں کے ساتھ ساتھ شخصی اقتدار مستحکم کرنے کے بجائے اداروں کو مستحکم کرنے پر توجہ دی۔ تمام بحرانوں کے باوجود ملک میں پہلا آزادانہ دستور بنوایا۔ دستور ساز اسمبلی میں خود اپنے ارکان اسمبلی کے ووٹوں سے اپنے مخالفین کو منتخب کروایا، تاکہ متفق علیہ دستور بنے جس میں فرد واحد کے بجائے ریاست کا اقتدار مستحکم کیا جائے۔ اس موقع پر بھی اصل حکمرانوں اور بیرونی آقاؤں کی ہلہ شیری سے کیا کیا اعتراضات اور احتجاج نہیں کیے گئے۔ قصر صدارت تک کو نذر آتش کرنے کی کوشش کی گئی لیکن بالآخر ریفرنڈم ہوا اور ۶۴ فی صد عوام نے دستور کے حق میں ووٹ دیتے ہوئے ملک کو پہلا جمہوری دستور قرار دے دیا۔ دستور بن گیا تو اُمید کی جارہی تھی کہ مشکلات کے باوجود سب بے مہار مقتدر طبقات کو دستوری دائرے میں لانا ممکن ہو جائے گا۔

منتخب حکومت نے اقتصادی بحران پر قابو پانے کے لیے بھی دور رس اقدامات اٹھائے۔ بحیرہ احمر کو بحیرہ روم سے ملانے والی اور عالمی اقتصادی نظام میں شہ رگ کی حیثیت اختیار کر جانے والی نہر سوز اور اس کے ملحق علاقوں کے لیے مختصر عرصے میں ایک ایسا جامع منصوبہ تیار کروایا گیا کہ آج بھی مکمل ہو جائے تو ملک کو سالانہ ۱۰۰ ارب ڈالر دینے کے علاوہ پورے علاقے کا تجارتی و مواصلاتی مرکز بن جائے۔ سوڈان کے ساتھ مل کر ایک ایسے زرعی منصوبے کی بنیاد رکھی کہ مکمل ہو جائے تو ۲۰ لاکھ ایکڑ بے آباد سوڈانی زمین، مصر کے لیے غلہ اُگانے لگے۔ ۶ لاکھ ۶۰ ہزار ایکڑ کا ایک اور ۳ لاکھ ۶۶ ہزار ایکڑ کا دوسرا زرعی منصوبہ تیار کیا گیا، جس کے تحت بے زمین کاشت کاروں کو ۵۵ سے ۱۰ ایکڑ زمین مل جاتی۔ اس طرح کے درجنوں منصوبے ایسے تھے کہ جن کے لیے بیرونی سرمایہ کار بھی آنا شروع ہو گئے تھے اور کئی ایک پر کام بھی شروع ہو گیا تھا لیکن مخالفین کے لیے شاید یہی امر

سواہن رُوح تھا کہ اگر چار سال کا عرصہ کام کرنے کے لیے مل گیا تو مصر اپنے عوام ہی نہیں خطے کے لیے ایک ایسی مثال بن جائے گا کہ پھر منتخب حکومت کو ہرانا یا ہٹانا ناممکن نہ رہے گا۔

● بے بنیاد الزامات اور پروپیگنڈا: مار دھاڑ اور ایک کے بعد دوسرا خود ساختہ بحران ہی نہیں درجنوں ٹی وی چینل اور اخبارات منتخب حکومت کے لیے وہ پروپیگنڈا اور الزام تراشی کرتے رہے کہ امام احمد بن حنبل کو لگنے والے کوڑے یاد آنے لگتے ہیں، جن کے بارے میں کہا گیا تھا کہ ایک بھی کوڑا کسی ہاتھی کی پشت پر لگتا تو بلبل اٹھتا۔ ایسے الزامات اور بہتان کہ الامان الحفیظ، مثلاً یہ کہ حکومت نے صحرائے سینا حماس کو دینے کا معاہدہ کر لیا۔ سوڈان سے متصل حلایب کی پوری پٹی سوڈان کو دے دی۔ اہرامات مصر اور ابو الہول کو مزار اور بت قرار دے کر ڈھانے کا فیصلہ کر لیا۔ نہر سوئز کو کرایے پر دے دیا۔ خیر یہ تو ایسے مضحکہ خیز الزامات تھے کہ ہر ذی شعور انہیں مسترد کر دیتا لیکن کئی الزامات ایسے تھے کہ کئی دانا بھی لاعلمی اور پروپیگنڈے کی قوت کے باعث ان سے متاثر ہو جاتے۔

کہا گیا کہ حکومت نے حکمت کے بجائے ضرورت سے زیادہ عجلت برتی، ہر جگہ اپنے لوگ لا بٹھانے کی کوشش کی۔ عوامی مسائل حل کرنے کے بجائے ملک میں اخوانا زیشن شروع کر دی۔ ویسے اگر منتخب صدر اپنے منشور کے نفاذ کی خاطر ہر جگہ اپنے لوگ لے بھی آتے تو انہیں اس کا حق تھا اور جمہوری معاشروں میں ایسا ہوتا ہے۔ لیکن حقائق بالکل برعکس ہیں۔ منتخب صدر نے قومی یکجہتی کی خاطر نائب صدر، وزیر اعظم اور صدارتی مشیروں سے لے کر وزیر داخلہ، وزیر خارجہ، وزیر دفاع، وزیر توانائی، ۲۷ صوبوں میں سے ۲۳ صوبوں کے گورنروں اور عدلیہ کے تمام ذمہ داران تک تمام افراد یا تو وہی رہنے دیے یا پھر ان معروف قومی شخصیات میں سے لیے جن کا اخوان سے براہ راست کوئی تعلق نہیں تھا۔ ذرا موجودہ حکومت کے پہلے دو ماہ بھی ملاحظہ ہوں۔ ۲۷ میں سے ۲۰ گورنر تبدیل کر دیے جن میں سے ۷ احسنی مبارک کے دور کے فوجی جنرل ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ مصر میں اپنے صوبے کے تمام امور گورنر کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ اسی طرح جنرل سیسی کے بارے میں یہ غلط فہمی پھیلائی گئی کہ صدر محمد مرسی سینئر افسروں کو نظر انداز کرتے ہوئے انہیں نیچے سے اوپر لائے حالانکہ صدر نے صرف یہ کیا تھا کہ حسنی مبارک دور سے چلے آنے والے جرنیلوں کی توسیع ختم کر



کے جس کی باری تھی، اسے فوج کی قیادت سونپ دی۔ لیکن بد قسمتی سے سیسی نے ”ربِ عظیم کی قسم کھا کر اقرار کرتا ہوں کہ میں دستور کا پابند رہوں گا“ والے اپنے عہد سے خیانت کی۔ آج پورا مصر اسے ’خائن‘ کے لقب سے جانتا ہے۔

الزام لگایا گیا کہ صدر مرسی نے ذرائع ابلاغ کی آزادی سلب کر لی۔ مصری قوانین کے مطابق تمام رسائل و جرائد کے مدیران کا تعین سینیٹ کی منظوری سے کیا جاتا ہے۔ اس بہانے حکومت ہمیشہ اپنی مرضی کے صحافی مسلط کر دیتی ہے۔ اتفاق سے صدر محمد مرسی کے دور میں مدیران کا انتخاب کیا جانا تھا۔ انھوں نے سینیٹ کے ذریعے ۱۰۰ فی صد انہی افراد کو متعین کیا جن کی تجویز خود جرائد و رسائل کی طرف سے دی گئی تھی۔ اپنی مرضی یا پسند کا ایک بھی فرد مقرر نہیں کیا۔ صدر مرسی کے ایک سالہ عہد میں صرف ایک ٹی وی چینل کو عارضی طور پر بند کیا گیا اور تین صحافیوں پر مقدمات چلائے گئے جنھوں نے ٹی وی پر ننگی گالیاں دی تھیں اور صدر کو قتل کرنے کا اعلان کیا تھا۔ اس چینل کو بھی جلد بحال اور صحافیوں کو جلد رہا کر دیا گیا۔ لیکن اب جنرل سیسی نے آتے ہی ۱۲ ٹی وی چینل بند کر دیے جن کا قصور صرف یہ بتایا گیا کہ وہ صدر محمد مرسی کے حامی تھے۔ صدر مرسی پر تنقید کرنے والے صحافی حضرات ذرا جگر تھام کر یہ واقعہ بھی سن لیں کہ میدانِ رابعہ کے قتل عام کے بعد سرکاری اخبارات الاہرام اور الجمہوریہ کے دو سینئر صحافی ایک راستے سے گزر رہے تھے۔ ایک جگہ فوجی چیک پوسٹ تھی۔ افسر نے دونوں کو گاڑی سے اتارا، شناختی کارڈ دیکھے اور حکم دیا کہ آگے نہیں جاسکتے واپس جاؤ۔ دونوں صحافی ہزاروں افراد کا قتل عام دیکھ چکے تھے، ایک لفظ بولے بغیر واپس چل پڑے۔ ابھی چند قدم ہی گئے تھے کہ پیچھے سے فائرنگ کر دی گئی، ایک صحافی شہید اور دوسرا شدید زخمی ہو گیا۔ بعد ازاں زخمی کو ہسپتال لے جایا گیا۔ اس نے ہوش آنے پر یہ داستان سنائی جو وہاں موجود ایک دوسرے صحافی نے ریکارڈ کر کے ایک عرب ٹی وی پر نشر کروادی۔ جیسے ہی اس کا یہ بیان نشر ہوا اسے ہسپتال سے گرفتار کر کے غائب کر دیا گیا اور الزام لگا دیا گیا کہ اس نے حکومت پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ اب کسی کو آزادی اظہار یا نہیں آتی۔ یہ تو دیگ کا صرف ایک چاول ہے۔

ایک طرف تو یہ زخمی صحافی ہزاروں قیدیوں کی طرح لاپتا ہو گیا لیکن دوسری طرف ۱۴ اگست کی قیامت صغریٰ کے دو ہفتے کے اندر اندر حسنی مبارک کو تمام الزامات سے بری الذمہ قرار دے کر

رہا کر دیا گیا۔ عدالت کے اس فیصلے کو کسی جگہ چیلنج نہیں کیا جاسکتا ہے۔ فی الحال حفاظتی نقطہ نظر سے ایک بیخ ستارہ ہسپتال میں نظر بند رکھا گیا ہے۔ جزل سیسی اور جوں نے حق نمک ادا کیا اور قدرت نے یہ حقیقت طشت از بام کر وادی کہ حسنی مبارک دور اپنی تمام تر سفاکیت کے ساتھ دوبارہ لوٹ آیا ہے۔ الزامات کا شرم ناک سلسلہ بھی جاری ہے۔ ہزاروں بے گناہوں کے قتل عام کے بعد سینا کے ایک علاقے میں ۲۶ رضا کاروں کے قتل کا افسوس ناک واقعہ ہوا اور پھر ملک بھر میں درجنوں گرجا گھروں کو نذرِ آتش کر دیا گیا۔ ان دونوں واقعات کا الزام بھی اخوان پر لگایا جا رہا ہے۔ رضا کاروں کے بارے میں خود وزیر داخلہ نے تین بیان بدلے ہیں۔ پہلے کہا کہ فوجی قتل ہوئے۔ یاد دلایا گیا کہ ایمر جنسی کے باعث فوجیوں کی تمام چھٹیاں منسوخ ہیں تو بیان دیا کہ نہیں، رضا کار تھے، چھٹی پر جا رہے تھے۔ پوچھا گیا کہ رضا کاروں کو مکمل سیکورٹی میں رخصت کیا جاتا ہے، یہ اکیلی گاڑی میں کیسے سوار تھے؟ تو کہا کہ نہیں، چھٹیوں سے واپس آ رہے تھے اور اتفاقاً سب ایک دن پہلے آ گئے، اس لیے سیکورٹی کا انتظام نہیں ہو سکا۔ اس مسلسل جھوٹ سے آخر کیا فرق پڑتا ہے۔ اخوان پر الزام تو لگ گیا اور وہ واپس نہیں لیا جاسکتا۔ رہے گرجا گھر تو خود مسیحی لیڈر بیان دے رہے ہیں کہ اخوان کے کارکنان گرجا گھروں پر پہرے دے رہے ہیں۔

● آئندہ حکمت عملی: چند ہفتوں میں ہزاروں پاکیزہ نفوس کی قربانی دے کر بھی

اخوان جرات کے ساتھ میدان میں کھڑے ہیں۔ روزانہ اکثر شہروں میں بڑے بڑے مظاہرے ہو رہے ہیں۔ اس یقین کے باوجود کہ اس وقت سڑکوں پر نکلنا شہادتوں کی وادی میں اترنا ہے۔ ہر مظاہرے میں مرد و خواتین اور پیر و جوان سب نکلتے اور فوجی انقلاب مسترد کرتے ہوئے دستور کی بحالی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ تمام تر قتل و غارت کے باوجود اخوان نے پہلے روز سے پُر امن رہنے اور پُر امن جدوجہد جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ فوجی انقلاب کے دوسرے روز مرشد عام نے پوری تحریک کے دوران میں اپنے واحد خطاب میں اعلان کیا تھا: نفل سلمیین و سلمیتنا أقی من الرصاص، ”ہم پُر امن رہیں گے اور ہمارا پُر امن راستہ گولیوں سے زیادہ طاقتور ہے۔“ تمام تر قتل عام کے بعد اور اپنی گرفتاری سے چار گھنٹے پہلے لکھے جانے والے اپنے ہفتہ وار پیغام میں بھی انھوں نے اسی موقف کا اعادہ کیا کہ: ”سلمیتنا سر قوتنا

ہماری قوت کا راز ہمارا پُر امن رہنا ہے۔“ آیات و احادیث سے مرصع بیان میں اسی حقیقت پر زور دیا گیا ہے کہ ”جاہل سلطانی کے سامنے کلمہ حق کہنا افضل ترین جہاد ہے۔“ ”فرعون کے نقش قدم پر چلنے والے باغی حکمران نوجوانان اُمت کو بالعموم اور اسلامی تحریک کے نوجوانوں کو بالخصوص تشدد کے ہنور میں پھانسا چاہتے ہیں۔ وہ انہیں پُر امن جدوجہد سے ہٹا کر تشدد اور جوانی تشدد کے جوہڑ میں دھکیلنا چاہتے ہیں لیکن اے آزاد منش انقلابی نوجوانو! تمہارا تعلق کسی بھی دینی اور قومی گروہ سے ہو، ہمیں دشمن کی اس چال سے خبردار رہنا ہے۔ ہمیں پُر امن جدوجہد کے پر عزم راستے پر ہی آگے بڑھتے رہنا ہے۔ قربانیاں جتنی بھی زیادہ ہو جائیں ہمیں خونی حکمرانوں کے مقابلے میں اسی پُر امن راستے پر رواں دواں رہنا ہے۔ کسی مایوسی یا شک کو قریب نہ پھٹکنے دو۔ اللہ کی توفیق سے ہمارا پُر امن انقلاب ان کے ہر اسلحے کو شکست دے کر رہے گا کہ یہی پروردگار کا وعدہ ہے: وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (الروم ۳۰: ۴۷) ”سچے اہل ایمان کی نصرت ہمارے ذمے ہے۔“ یہ اور اس طرح کے پالیسی بیانات راہ عمل بھی واضح کر رہے ہیں اور قیادت و کارکنان کو شہادتوں اور گرفتاریوں کی باوجود میدان میں ثابت قدم بھی رکھے ہوئے ہیں۔

رب ذوالجلال کی حکمت دیکھیے کہ اخوان یہ تحریک اکیلے نہیں ایک قومی اتحاد کی صورت چلا رہے ہیں۔ التحالف الوطنی لدعم الشرعية (National Alliance to Support The Legitimacy) کے نام سے کئی اہم جماعتیں یک آواز تھیں۔ اب حسی مبارک کی رہائی نے مزید عوام اور کئی گروپوں کو سیاسی انقلاب کی حقیقت سے آشنا کر دیا ہے۔ البرادعی جیسے مغرب کے گماشتے بھی ملک کو آگ و خون کی دلدل میں دھکیلنے کے بعد اپنا کردار کھو چکے اور اب فوجی حکومت کی انتقامی کارروائیوں کا سامنا کر رہے ہیں۔ ملک سے فرار نہ ہوتے تو اب تک یقیناً گرفتار ہو چکے ہوتے۔ فوجی سرپرستی میں صدر مرسی کے خلاف ’تمرد‘ (بغاوت) تحریک چلانے والا نوجوانوں کا اہم گروہ ۶۱ اپریل، بھی اب حکومت مخالف مظاہروں کا اعلان کرنے پر مجبور ہے۔ گویا ہر گزرنے والا دن مصری عوام کو فوجی انقلاب کے خلاف یک سو کر رہا ہے۔

اس ضمن میں ایک اہم ترین اور جامع تجزیہ ایک ممتاز تحریکی عالم دین اور اسکالر ڈاکٹر محمد احمد الراشد کا بھی ہے۔ واضح رہے کہ انھوں نے اپنے ۱۰۴ صفحات پر مشتمل یہ تجزیہ ۲۰ رمضان کو

کیا تھا، یعنی میدان رابعہ بصری میں وقوع پذیر قیامت سے دو ہفتے پہلے۔ لکھتے ہیں: ”میں جنرل سیسی کے فوجی انقلاب کی فوری ناکامی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ رابعہ میدان میں بیٹھے لاکھوں اہل ایمان کو کچل ڈالے، جیلوں میں ٹھونس دے، عوام کی مکمل زباں بندی کرنے میں کامیاب ہو جائے لیکن مجھے یہ یقین ہے کہ وہ اپنے پیش رو ڈکٹیٹروں کی طرح اپنے اقتدار کو ہرگز طول نہیں دے سکے گا۔ اب عوام نے عرب بہار کے ذریعے ایک بار آزادی کی جھلک دیکھ لی ہے۔“ اسی تحریر میں وہ اپنے ایک سابقہ تجزیے کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ”تحریف شدہ تلمود کے جو چند حصے اپنی اصل حالت میں باقی رہ گئے ہیں، ان کے مطابق اسرائیل کی ’نا جائز‘ ریاست اپنے قیام کے ۶۷ قمری سال بعد زوال پذیر ہو جائے گی۔ اس حساب سے یہ تاریخ ۲۰۲۲ عیسوی بنتی ہے۔“ انھوں نے اس ضمن میں بسام جرار کی کتاب زوال اسرائیل (اسرائیل کا زوال) اور سفر الحوالی کی تحریروں کا حوالہ دیتے ہوئے خود اسرائیل میں کی جانے والی ان بحثوں کا ذکر بھی کیا ہے کہ کیا اسرائیل اپنا وجود باقی رکھ سکے گا؟ محمد الراشد نے غیب دانی کے دعوے کی بار بار نفی اور اللہ اعلم کی تکرار کے ساتھ بہت سے حقائق کا حوالہ دیتے ہوئے یقین ظاہر کیا ہے کہ مصر میں وقوع پذیر حالیہ واقعات پورے خطے میں بڑی تبدیلی کا پیش خیمہ ہیں۔ اس عرصے میں اہل فلسطین بالخصوص اہل غزہ پر بھی مصائب کے مزید پہاڑ ٹوٹ سکتے ہیں، لیکن وہ اپنے جہاد اور اہل مصر اپنی ملک گیر پُرامن تحریک اور قربانیوں کے ذریعے تھوڑے ہی عرصے میں دوبارہ سرخرو ہوں گے۔ معزول صدر محمد مرسی پر ابھی تک کوئی الزام نہیں لگایا جاسکا۔ الزام ہے تو صرف یہ کہ انھوں نے حماس کے ساتھ خفیہ بات چیت کی ہے۔ یہ الزام اور بات بے بات اہل غزہ پر الزامات، کیا اسی اسٹیج کی تیاری ہے؟

ایک اور مجاہد صفت عالم دین اور مصر کی سپریم کونسل برائے دینی امور کے سابق سربراہ ڈاکٹر صلاح سلطان جن کا تعلق اخوان سے نہیں ہے، قرآن کریم کی اس آیت کی روشنی میں کہ حَتَّىٰ اِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ وَ وَاظَنُّوا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا (یہاں تک کہ جب پیغمبر لوگوں سے مایوس ہو گئے اور لوگوں نے بھی سمجھ لیا کہ ان سے جھوٹ بولا گیا تھا، تو یکایک ہماری مدد پیغمبروں کو پہنچ گئی۔ یوسف ۱۱۰:۱۲)، اہل ایمان کو یاد دلا رہے ہیں کہ بعض اوقات مصائب اور تکالیف

اس درجے کی ہوتی ہیں کہ قرآن کریم کے مطابق خود رسولؐ مایوس ہونے لگے اور سمجھے کہ وہ اور ان کی دعوت جھٹلا دی گئی، لیکن جب جبر و جور اور تکالیف عروج تک جا پہنچیں تو اللہ کی نصرت آن پہنچی۔

حریت و عدالت کے قائم مقام صدر محمد البلتاجی کی ۱۷ سالہ صاحبزادی اسماء بلتاجی بھی رابعہ میدان میں سینے پر گولی کھا کر شہید ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر محمد بلتاجی خود اس وقت روپوش رہ کر قیادت کر رہے ہیں، ان کے جنازے میں شریک نہیں ہو سکے۔ تدفین کے بعد شہید بیٹی کے نام اپنے طویل خط میں لکھتے ہیں: ”عزیز از جان بیٹی! میں تمہیں خدا حافظ نہیں کہتا بلکہ یہ کہتا ہوں کہ ان شاء اللہ کل جنت میں ملیں گے۔ بیٹی، تم طاعوت کے سامنے سر بلند کھڑی رہیں اور بالآخر اس اُمت کے احیا کے لیے جان قربان کر دی۔ بیٹی! تمہیں ہمیشہ شکوہ رہا کہ میں تمہیں وقت نہیں دے سکا — میدان رابعہ میں آخری ملاقات کے دوران بھی تم کہہ رہی تھیں: ”بابا ہمارے ساتھ رہ کر بھی آپ ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔“ بیٹی یہ زندگی اتنی مختصر ہے کہ اس میں باہم ملاقاتوں سے ہم سیر ہو ہی نہیں سکتے۔ دُعا کرو ہم جنت میں اکٹھے ہو جائیں — پھر جی بھر کے باتیں کریں گے۔ وہاں ہم کبھی نہیں بچھڑیں گے۔ جان پدر! میں نے تمہاری شہادت سے دو روز قبل خواب میں دیکھا تھا کہ تم نے دہنوں کا لباس پہنا ہوا ہے، انتہائی نفیس اور انتہائی خوب صورت — تم خاموشی سے آکر میرے پاس لیٹ گئیں۔ میں نے پوچھا کیا آج رات تمہاری شادی ہو رہی ہے؟ تم نے جواب دیا: ”نہیں بابا رات کو نہیں، دوپہر کو“۔ پھر دو روز بعد جب مجھے تمہاری شہادت کی خبر دی گئی، تو معلوم ہوا تم ظہر کے وقت شہید ہوئی ہو۔ مجھے تمہاری شہادت کی قبولیت کا یقین ہو گیا اور میرا یہ یقین مزید راسخ ہو گیا کہ ہم حق پر ہیں اور ہمارے مخالفین باطل پر ہیں اور حق یقیناً غالب ہو کر رہے گا۔“

مصر کے خون کی حکمرانو! اس کی سرپرستی اور پشتیبانی کرنے والو! کیا اس جذبہ ایمانی اور حق کی جدوجہد کو شکست دے سکو گے۔ پروردگار کا یہ فرمان بھی کان کھول کر سن لو: سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ○ (الشعراء، ۲۶: ۲۷) ”ظلم کرنے والے عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس انجام کی طرف لوٹائے جائیں گے۔“

مصر کے بارے میں تحریک مکمل ہو چکی تھی کہ شام میں بھی قتل عام کی نئی خبریں آنے لگیں۔

کیمیکل ہتھیاروں کے ذریعے ۲ ہزار سے زائد بے گناہ شہری شہید کر دیے گئے جن میں اکثریت بچوں کی ہے۔ شام کا خونی درندہ گذشتہ تقریباً اڑھائی سال میں ایک لاکھ سے زائد انسانی جانیں تیر خاک کر چکا ہے۔ مصر میں ہزاروں جانوں کے قتل عام پر زبانی جمع خرچ کرنے والی مسلم اور عالمی برادری خون کی اس ہولی پر بھی گونگا شیطان بنی ہوئی ہے۔ بشار اور سیسی جیسے خوں خوار ایک دوسرے کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔ بشار کا خاتمہ بہت پہلے ہو چکا ہوتا لیکن دنیا کو اصل خطرہ یہ ہے کہ 'اسرائیل' کے پڑوس میں اس کے وجود کے لیے خطرہ بننے والی کوئی حکومت نہ آجائے۔ قرآنی صدا بلند تر ہو رہی ہے:

وَ اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ اَوْ يَقْتُلُوكَ اَوْ يُخْرِجُوكَ ط  
 وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ط وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَكْرِيْنَ ۝ (الانفال ۸: ۳۰) وہ وقت  
 بھی یاد کرنے کے قابل ہے، جب کہ منکرین حق تیرے خلاف تدبیریں سوچ رہے تھے  
 کہ تجھے قید کر دیں یا قتل کر ڈالیں یا جلاوطن کر دیں۔ وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور  
 اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔  
 وَ مَا يَمْكُرُونَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا يَشْعُرُونَ ۝ (الانعام ۶: ۱۲۳) دراصل وہ  
 اپنے فریب کے جال میں آپ پھنستے ہیں، مگر انھیں اس کا شعور نہیں ہے۔

## ۵ سالہ خریدار بنیے

اس میں آپ کا فائدہ ہی فائدہ ہے، ۱۰۰۰ روپے سے زیادہ کی بچت اور سہولت!  
 اور ۴ دفعہ کی پریشانی سے نجات!

صرف ۱۵۰۰ روپے میں قیمتی نگارشات پر مشتمل ۶۷۲۰ صفحات یعنی ایک روپے میں ۴۵۰ صفحات

● ۶۰ شمارے ۲۱۰۰ روپے کے بجائے ۱۵۰۰ روپے میں = ۶۰۰ روپے

● ۴ دفعہ ترسیل زر یا وی پی کے اخراجات ۴×۵۰ = ۲۰۰ روپے

● قیمت میں متوقع اضافہ ۵ روپے ۴× = ۲۰۰ روپے **کل** ۱۰۰۰ روپے کی بچت

اور چار دفعہ زر سالانہ پیچھے میں جو ٹکر کریں، وقت لگائیں، اس کی بچت، اپنی حیثیت کے مطابق قیمت آپ خود لگائیں

درست فیصلہ کیجیے۔۔۔ اور آج ہی کیجیے!